مولانا سیّدعطاء المومن بخاری رحمۃ اللہ علیہ: ایک عہد آفریں شخصیت

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

مولانا سیّدعطاء المومن بخاریؒ کے انتقال کے ساتھ ایک عہد ہی ختم نہیں ہوا بلکہ اُس کے ساتھ ہی اُن کی ذات سے جڑی ہوئی کئی شناختوں اور بعض روایات نے بھی دم توڑ دیا۔ قحط الرجال کے اِس دور میں اُن کا وجود گرامی روشنی کا استعارہ تھا۔ اُن کو دیکھ کر اِحساس ہوتا تھا کہ ہم اپنے شاندار ماضی کے امانت داروں اور حال کی قدآور شخصیات کے قدموں میں موجود ہیں۔ شخصیات بھی وہ! کہ جنھوں نے اپنے وقت کے نابغہ لوگوں کی نہ صرف آنکھیں دیکھ رکھی ہیں، بلکہ وہ اُن کی صحبتوں سے فیض یاب بھی ہوتے رہے ہیں، مگر تیزی کے ساتھ بجھتے ہوئے چراغوں کے درمیان، اب تو ایسی زندہ ہستیوں کو اُنگلیوں ہی پر گنا جاسکتا ہے۔

سیّدعطاء المومن بخاریؒ حضرت امیر شریعت سیّدعطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزندِ ارجمند تھے، گو اُن کی یہ عالی نسبی ہر حلقے کے لیے قابلِ احترام تھی، مگر اُنھوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت اِس ناقدر شناس معاشرہ میں اپنا مقام خود پیدا کیا۔ خطابت اور جرأت و بے باکی کی میراث ورثہ میں ملی تھی۔ خودداری اور حمیت اُن کی شخصیت کا نمایاں وصف تھا۔ ساری زندگی اختیاری فقر ودرویشی میں بسر کردی، مگر اُن کے قدم کسی میر وسلطان کے آستانوں اور محلات کی راہوں سے ناآشنا رہے۔ خانوادۂ امیر شریعت اور مجلس احرار اسلام کی ساری تاریخ دلیری و بہادری سے متصف اور غیرت و بے نیازی سے مملو رہی ہے۔ ایسی ہی جرأت و دلاوری اور فولادی عزم وحوصلہ نے سیّدعطاء المومن بخاریؒ میں چٹان کی طرح استقامت پیدا کردی تھی۔ قرآن وحدیث اور اُسوۂ صحابہؓ کی روشنی میں جس موقف اور رَائے کو اِختیار کیا تو پھر موت کی آخری ساعت تک اُسی پر اِستقامت کے ساتھ جمے رہے۔ انہیں کوئی پرواہ نہ تھی کہ اُن کے اختیار کردہ راستے کے نتیجے میں اُن پر طعن وتشنیع کے تیر برستے ہیں یا قید وبند کے مراحل درپیش ہوتے ہیں۔ اُن کے قدم آگے کی طرف بڑھتے ہی رہے، کیونکہ وہ پیچھے مڑ کر دیکھنے کے روادار ہی کب تھے!

تفسیری ذوق بہت اعلیٰ تھا، بیسیوں تفاسیر اُن کے مطالعے سے گزریں۔ جن کے اثرات اُن کے خطابات میں نمایاں رہے۔ ہمارے مذہبی طبقہ کے عمومی ذوق کے برعکس اُن کا شعر واَدب کے ساتھ بہت لگاؤ تھا۔ اردو، پنجابی کے سینکڑوں اشعار اَز بر تھے۔ جن کے برمحل استعمال کا ہنر جانتے تھے۔ اکثر تلفظ کی غلطیوں اور بے وزن اشعار پڑھنے پر ٹوک دیا کرتے تھے۔ خود بھی کئی شعر کہے، لیکن باقاعدہ شاعری کو نہیں اپنایا۔ صحافت کے ساتھ بھی ان کا تعلق رہا اور ایک زمانہ میں ہفت روزہ ''تحریک'' کی ادارت بھی کرتے رہے۔ مطالعہ کی عادت کبھی نہ چھوٹی۔ خود پڑھنے کی سکت نہ ہوتی تو کسی کو کہہ کر کتاب سن لیتے۔ ان کے پاس نادرونایاب کتب کا قیمتی ذخیرہ جمع ہوتا اور ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے بکھرتا بھی رہا۔ ادب، سیاست، دینیات اور حالات حاضرہ پر بے تحاشا مطالعہ کیا۔ آخری دور میں تفسیری موضوعات ہی پر اُن کی دل چسپی

مرتکز ہوکررہ گئی تھی۔ایک دفعہ بتایا کہ'' اوائل عمری میں افسانوں کی کتاب پڑھ رہاتھا کہ والد ماجد (حضرت امیر شریعتؒ) تشریف لے آئے۔میں نے والد صاحب کے احترام میں کتاب بند کر کے ایک طرف رکھ دی۔انہوں نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔اس لیے آتے ہی پوچھا کہ کیا پڑھ رہے تھے،ڈرتے ڈرتے کتاب پیش کردی تو اَبا جی نے فرمایا کہ'' میں افسانے پڑھنے سے منع نہیں کرتا،ہاں افسانہ کو اَفسانہ سمجھ کر پڑھا کرو۔اِسے کبھی حقیقت نہ سمجھنا،اگر کبھی افسانے کے کردار کو سچ سمجھ لیا تو یادرکھنا! کہ تم بھی کسی افسانوی کردار کی طرح بھٹکتے پھروگے۔''بس اُن کی یہ نصیحت زندگی کا رُخ متعین کر گئی۔''

سیّد عطاء المومن بخاریؒ کی حیاتِ مبارکہ توحید وختم نبوت کی تبلیغ واِشاعت اور نظام ہائے باطلہ کی تردید ومذمت میں صرف ہوئی۔قدرت نے بے مثل خطابت کا ملکہ بخشا تھا۔آپ نے اِس نعمتِ الٰہی کو مذکورہ عنوانات کے تحت خوب خوب برتا۔تحفظ ختم نبوت کے لیے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے عمر بھر مصروفِ عمل رہے اور منکرین ختم نبوت کو اُن کے انجام تک پہنچا کر دَم لیا۔ساٹھ اور ستر کی دہائی میں کمیونزم،سوشلزم،سیکولرزم اور مغربی جمہوریت کا غلغلہ عروج پر تھا۔بخاری صاحب نے ان طاغوتی نظاموں کو اَپنے برادر بزرگ اور فکری مرشد مولانا سیّد ابوذر بخاریؒ کی رہنمائی میں اچھی طرح سمجھا اور پھر خود براہ راست ان عنوانات پر محیط کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا۔موضوعات پر دسترس حاصل کی اور پھر ملک بھر میں اپنی شعلہ بیانی سے طاغوتی نظاموں کے خلاف نوجوانوں کے دل ودماغ میں نفرت بھردی۔وہ اسلام کو مکمل ضابطہ حیات اور دیگر تمام نظاموں کو اِسلام اور مسلمانوں کے لیے مہلک سمجھتے تھے۔اِس لیے اُن کی مساعی اور جدوجہد غیر اِلٰہی قوانین اور باطل نظاموں کے خلاف جاری رہی۔مغربی تہذیب اور فکر وفلسفہ اُن کے نزدیک اسلام کی تباہی اور مسلمانوں کے فکری ارتداد کا باعث بن رہا تھا۔لہٰذا وہ اسلام کے تحفظ اور مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہے۔سیّد صاحب اکثر علمائے کرام پر زور دیتے رہے کہ وہ مغربی افکار کے خلاف میدان میں نکلیں اور اِستعماری فکر ونظر کے تعارف اور اُس کے رَدکو دَرس نظامی کے نصاب میں شامل کریں۔تاکہ نوجوان فضلا عہد حاضر کے جدید فتنوں سے باخبر ہوں اور اُن کے استیصال کے لیے کمر بستہ ہوسکیں،مگر اَفسوس کہ تاحال ایسا نہ ہوسکا۔نتیجہ یہ ہے کہ دینی مدارس کے اکثر فضلاء عصر حاضر کی فکری گمراہیوں اور جدید اِلحاد سے ناواقف ہیں۔یہی وجہ ہے کہ وہ فروعی اختلافات اور مسلکی نزاعات کے دائرے سے باہر نہیں نکل پاتے اور ملاحدۂ عصر ہیں کہ دندناتے پھرتے ہیں۔

برصغیر میں مجلس احرار اسلام اور خانوادۂ امیر شریعتؒ کی دینی وقومی خدمات کو ایک صدی ہونے کو ہے۔یہ ہماری ملی ودینی تاریخ کا وہ لازوال کردار ہے کہ جس کے بغیر دینی وقومی جدوجہد کی تاریخ ادھوری ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ قوم کے ان سپوتوں کے کارناموں کو محفوظ کر کے نصاب کا حصہ بنایا جائے۔فرزندانِ امیر شریعتؒ مولانا سید ابوذر بخاریؒ،مولانا سیّد عطاء المحسن بخاریؒ،مولانا سیّد عطاء المومن بخاریؒ اور مولانا سیّد عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ العالی کی تاریخی خدمات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اُن کی متعینہ راہوں پر رَواں،کاروانِ احرار کی فکر ونظر کا یہ سفر جاری رہے۔تاکہ حکومت الٰہیہ کی منزل قریب سے قریب تر ہوسکے۔